رجم الشیطان
عن
تحریف القرآن

آریہ مسافر دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۹ پر ایک نیوگی نے زیر عنوان تحریف القرآن بزعم خود ایک مسلمان مضمون نگار کی تحریر کی تردید لکھی ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنی خباثت باطنی کا اظہار فرمایا۔ اور عقل و نقل کی بجائے سارا کلام افترپردازی اور بہتان سازی سے لیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی سطور کے ملاحظہ کے بعد ناظرین پر اس کا سارا بھرم کھل جائیگا۔

قولہ حالانکہ کوئی شخص جس نے تواریخ محمدیہ و کتب احادیث کی ورق گردانی کی ہو کبھی یہ خیال ہی دل میں نہیں لا سکتا کہ حضرت بیدار مغز صائب الرائے تھے الخ"

اقول لالہ آپ برا نہ منائیں۔ مسلمان موصوف نے اپنے قول میں عقلمندوں کی بابت لکھا ہے آپ جیسوں کا ذکر نہیں کیا۔ آپ بے شک یہ خیال ہی دل میں نہیں لا سکتے۔ آپ مجبور ہیں کیونکہ آپکی فطرت میں یہ استعداد ہی نہیں۔ الو کا پٹھا اور سورج کی تعریف۔ گبریلا اور گل و ریحان کی توصیف ممکن ہی نہیں۔ پھر آپ بھلا آں حضرت صلعم کو بیدار مغز اور صائب الرائے کیونکر مان سکتے ہیں۔ آپکے ہاں تو بیدار مغزی کا معیار ہی علیحدہ ہے۔ وہاں تو وہی بیدار مغز کہلائے جو توحید کی بجائے تثلیث پھیلائے اگنی ہوتر سکھائے۔ ...... اور بہو بیٹیوں کو ذرا ذراسی بات پر اُن لوگوں کی بغلوں سے نکالکر غیروں کے ساتھ

سینہ بسینہ لب بلب ناف بناف روبرو

کرائے۔ یا آپ کو مختلف جونوں کے چکر میں ڈالکر کبھی کتے کے پلے اور کبھی سور کے بچے بنائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر بیدار مغزی کی یہی علامات ہیں تو ایک شریف ہمیشہ اس سے نفرت ہی کریگا۔

بعد ازیں اب آپ فرمائیے کہ آپنے کن کن تاریخوں کی ورق گردانی کی ہے (مطالعہ تو کیطرف

ورنہ ایسی صریح گپوڑے ہانکنے سے توبہ کیجئے۔ ہم نے آپ کا سارا مضمون چھان مارا اس میں نہ کسی تاریخ کا حوالہ ہے نہ کوئی تاریخی روایت۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر آپنے کوئی معتبر تاریخ پڑھی ہوتی۔ تو نہ آپ کو مولوی صاحب کی کلام میں شبکی گنجائش ملتی نہ اس قدر یکواس کرنی پڑتی۔ کیا آپ دہرم سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک ایسے زمانے میں جبکہ سارے جہان کا مطلع جہالت اور وحشی پن کی تاریک اور بھیانک گھٹاؤں سے تیرہ و تار ہو رہا ہو۔ اور تمام عالم کا گوشہ گوشہ بے تہذیبی کا مخزن بن رہا ہو دنیا کے ایک سب سے زیادہ ظلمانی حصے سے ایک مرد خدا کا ظاہر ہو کر زمانے کو علم و اخلاق اور تہذیب و تمدن کے انوار سے جگمگا دیتا۔ یہ اسکی بیدار مغزی و اصابت رائے پر بین دلیل نہیں ہے۔

قولہ جو کیفیت بے علم لوگوں کی ہوا کرتی ہے محمد صاحب بھی بوجہ امی ہونے کے اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ جو حکم آج دیتے کل کے روز اُس کو منسوخ کر دیتے چنانچہ ناسخ و منسوخ کا مسئلہ آج مسلمانوں میں معرکہ آراء مسئلہ ہے"

اقول آپ ناسخ و منسوخ کے مسئلے کو سمجھے ہی نہیں۔ ایک آپ ہی پر کیا موقوف یہہ سارے ہی نیوگیوں کا مقررہ قاعدہ ہے۔ کہ اسلام کے برخلاف قلم اٹھا کر اپنی جہالت کے سوا اور کسی بات کا ثبوت دیا ہی نہیں کرتے۔ آئیے ہم سے سنئیے:۔

اول تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ سرے سے نسخ کا قائل ہی نہیں۔ باقی جو مانتے بھی ہیں وہ بھی دیانندیوں کی طرح حکم منسوخ کو کسی غلطی کا نتیجہ نہیں مانتے۔ بلکہ اقتضائے عقل و حکمت جانتے ہیں۔ مثلاً کوئی طبیب حاذق مریض کو پہلے استعمال منضجات کیلئے فرماتا ہے پھر اس فرمان کو منسوخ کر کے استعمال مسہلات کی ہدایت کرتا ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ پہلا حکم حکیم صاحب کی کم فہمی کیوجہ سے تھا۔ بلکہ یہی سمجھا جاتا ہے کہ پہلا حکم دوسرے ہی حکم کے لئے تھا۔ بعینہٖ یہی حکم احکام ناسخہ و منسوخہ شرعیہ کا ہے وہاں بھی حکم منسوخ۔ ناسخ کی تمہید کے طور پر ہی ہوتا ہے۔ اس صورت میں پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی شان والا میں ایسی ژاژ خائی کرنا آپکی کج فہمی و کج منشی کا کھلا ثبوت ہے۔ یہ الزام تو آپکے رشی دیانند پر ہی خوب عاید ہوتا ہے جنہوں نے

ستیارتھ پرکاش میں کھلم کھلا تنسیخ نہیں بلکہ تحریف کی یہاں تک بھی بس نہیں بلکہ اپنی بدباطنی اور غلط فہمی پر خاک ڈالنے کے لئے جھوٹ اور بہتان سے کام لیکر اپنا الزام ناکردہ گناہوں کے سر دہرنے کی کوشش بھی کی۔ اسی پر کیا منحصر ہے۔ آپکی ساری سوانح عمری میں بھی گرگٹ کے سے رنگ دکھائی دیتے ہیں کبھی مول شنکر ہے کبھی شدہ چیتن کہلائے کبھی ادویت وادیوں کے سمپردایہ میں شمولیت حاصل کر کے اہم برہما سمی (میں برہم ہوں) کا دم بھرا کبھی تیرتھ یاتراؤں کے لئے احرام باندھا۔ کبھی لاش کاٹی۔ کبھی بھنگ کی ترنگیں لیں وغیرہ وغیرہ۔ الغرض اسی طرح رنگ بدلتے بدلتے سنسار سے وداع ہو گئے افسوس بیچارے کی عمر نے وفا نہ کی۔ ورنہ ابھی خدا جانے کیا کیا روپ دہارتے اور کیسی کیسی حسرتیں نکالتے ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں ولیکن پھر بھی کم نکلے

قولہ آپکو معلوم ہوگا کہ جب یہود مدینہ نے حضرت کو بہکایا۔ کہ مدینہ پیغمبروں کی جگہ نہیں تمام پیغمبر ملک شام میں ہوئے ہیں اگر تو پیغمبر خدا ہے تو تو بھی ملک شام کو جا اُس وقت حضرت یہود کے دم میں آگر راہی شام ہوئے۔ کئی منزلیں طے کرنے پر معلوم ہوا کہ یہودیوں نے دم دیا تھا الخ

اقول ان روایات کا نشان صفحات تاریخ پر تو کہیں ملتا نہیں۔ اس لئے ہم بجز اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں! کہ یہہ خرافات آپنے بچپن میں اپنی ماں سے سنی ہوگی۔ لہذا مناسب یہی ہے کہ ایسی کتھائیں جوروجی کو سنا کر خوش کر دیا کیجئے تا کہ گھر کا مال گھر ہی میں رہے باہر جگ ہنسائی ہوگی۔ اگر بن سنائے نہیں بنتی تو رلوی سے سلسلہ روایت بھی پوچھ لینا۔ کیونکہ نقل سند کے بغیر معتبر نہیں ہو سکتی۔

قولہ (۲) یہ امر بھی آپ سے مخفی نہ ہوگا کہ مدینہ کے اوباش و بد رویہ باشندے حضرت کی ازواج پر جبکہ وہ رفع حاجت کے لئے بے نقاب باہر جایا کرتی تھیں۔ آوازے کسا کرتے تھے حضرت کی بیدار مغزی اور دور اندیشی سے کوئی تدبیر بن نہ پڑی مگر خلیفہ دوم عمر کو غیرت

آئی انہوں نے اس کے نتائج بد سے حضرت کو آگاہ کیا۔

اقول یہاں بھی اس نیوگی بچے نے اپنی بدرگی کو سیر ہو کر ظاہر کیا ہے ورنہ اس روایت کے متعلق کسی معتبر کتاب میں بھی ازواج مطہرات کا مذکور نہیں صرف نساء المسلمین کا ذکر ہے۔ دیکھو طبقات ابن سعد کان رجل من المنافقین یتعرض لنساء المسلمین یوذیھن یعنے منافقین میں ایک شخص خاتونان اہل اسلام کو چھیڑا اور ایذا دیا کرتا تھا تفسیر ابن کثیر میں صرف للنساءؓ ہے۔

باقی اس روایت میں حضرت عمر کا مشورہ دینا جو تحریر کیا ہے۔ یہ اس نیوگی زادے کا دوسرا کذب ہے ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ط

اس قسم کی دروغ بیانی جبکہ ان کے گرو کی سنت ہے تو پھر چیلے کیوں کسر رکھیں گے ؎

مامریداں روبسوئے کعبہ چوں آریم چوں
روبسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

کسی نے سچ کہا ہے۔ گرو جنہاندے ٹپنے چیلے جان شڑپ

اس کے بعد اس دیانندی نے انہیں چبائے نگلے ہوئے لقموں کو اگلکر جگالی شروع کردی ہے۔ کوئی نئی بات پیدا نہیں کی۔ ہاں آخری پیراگراف میں کچھ نیوگی تاریخ دانی کا نمونہ دکھایا ہے۔ مثلاً

حضرت عثمان نے سوائے اپنے صحیفے کے باقی سب نسخے جلا کر خاک سیاہ کر دیئے جسپر قوم نے ناراض ہو کر ان کو شہید کیا۔ اور مسلمانوں میں آتش فساد بھڑکی ہزارہا مسلمان قتل ہوئے۔ خود ام المومنین عائشہ رضؓ میدان جنگ میں تشریف لائیں۔" الخ

اس کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ راقم لکھتے وقت ہوش میں نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ مہاگرو کی تقلید میں کوئی قدح بھنگ چڑھا لیا ہو اس لئے اس مستانہ بڑ کی زیادہ کد و کاوش فضول ہے لیکن ذرا اسکا نشہ غرور فرو کرنے کے لئے اس قدر تنبیہ ضروری ہے۔ کہ اگر وہ سچ مچ اپنے باپ کا بیٹا ہے اگر فی الحقیقت وہ اپنی ماتا کے بواہت پتی کا سپوت ہے تو ان تمام

واقعات کو کسی معتبر تاریخ سے پایۂ ثبوت تک پہونچائے یعنے معتمد ذرائع سے یہ ثابت کرکے دکھائے کہ شہادت عثمان و دیگر واقعات کے وہی اسباب ہیں جو اسنے قلم بند کئے ہیں۔ اہن کو اور ایسی ہی دیگر کورباطنوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ایسی ایسی خیسانہ کوششوں سے قرآن شریف پر تحریف کے متعلق کوئی حرف نہیں لا سکتے۔ کیونکہ حفاظ کا گروہ عہد نبوت سے آج تک برابر موجود رہا ہے۔ جس کو پیغمبر اسلام علیہ السلام نے خود قائم کیا تھا۔ جسکا کام قرآن کریم کی حفاظت ہے۔ وہ ہمیشہ اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہ پیغمبر علیہ السلام کا بے نظیر انتظام نہیں ہے کیا ایسے بندوبست کے باوجود بھی کسی متنفس کی شرارت چل سکتی ہے کیا کوئی اور رہبر بھی اپنی آسمانی کتاب کے بچانے کے لئے ایسا پختہ انتظام کر سکا ہے۔ کیا کوئی شخص اپنے مذہبی صحیفہ کی نسبت اس قسم کی محفوظیت کا دعویدار ہو سکتا ہے۔؟

اب مضمون ہذا کا دوسرا حصہ شروع ہوا ہے اس میں نیوگی مذکور نے ایڈیٹر الحکم کی کسی تحریر کا جواب لکھنا چاہا ہے۔ اور دیانندیوں کی عادت مستمرہ کے موافق آیت شریفہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کے من مانے معنے گھڑنے کے لئے شیعہ وغیرہ کی کتابوں کا سہارا لیا ہے لیکن کامیاب پھر بھی نہ ہو سکا۔ چنانچہ ذرا آگے چلکر ابھی ہم اسکا بھانڈا پھوڑے دیتے ہیں۔ لیکن پیشتر ازیں یہ فیصلہ کر لینا زیادہ اہم ہے کہ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں ہر کس و ناکس کی تصانیف کو حجت گردان سکتا ہے تو ہمیں بھی حق حاصل ہونا چاہیئے کہ ہم بھی مہی دھر وغیرہ تمام مفسرین وید کی تفاسیر اس کے سامنے پیش کر سکیں اور اگر وہ اس ٹیڑھی چال سے باز نہ آیا تو ہمیں یہ طریق اختیار کرنا پڑے گا۔ اور پھر وہ وید بھگوان کی ایک ایک شرتی سے گھوڑوں کے انزال ٹپکتے دیکھکر چیخ اُٹھیگا اور دانت پیسنے اور شور و فریاد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھے گا۔ اس لئے ہم اسے پہلے ہی متنبہ کئے دیتے ہیں۔ کہ وہ اس روش سے کنارہ کرے۔ اور راستبازی اور دیانتداری کی راہ پر آجائے ورنہ ؎

پھر پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اصل قصہ یہ ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے لکھا تھا کہ آیت مذکور میں جو وعدہ تحفظ ہے اگر وہ پورا نہ ہوتا تو صحابہ جنہوں نے ان تغیرات و تصرفات کو دیکھا ضرور انکار کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے جواب میں نیوگی صاحب لکھتے ہیں کہ آیت محولہ کے یہ معنے ہی نہیں جو ایڈیٹر موصوف نے سمجھے ہیں اور نہ اس آیت سے قرآن کا تحریف سے محفوظ ہونا ثابت ہی ہو سکتا ہے چنانچہ اس نے اپنے دعوے کی تصدیق میں مندرجہ ذیل عبارات پیش کی ہیں:۔

واما الحفظ من مجرد التحریف والزیادۃ فلیس یقتضی المقام فالوجہ الحمل علی التحفظ من جمیع ما یقدح فیہ من الطعن فیہ والمجادلۃ فی حقیقتہ و یجوز ان یراد حفظہ بالاعجاز۔ الخ تفسیر ابو مسعود صفحہ ۳۴۴=

ثم ان صاحب الکشاف ادخل فی الحفظ عن التحریف وقال صاحب الانصاف یحتمل ان المراد حفظہ من الاختلاف الخ علامہ صالح بن مہدی مقبلی الجاث مسددہ۔

لیکن ان حوالجات سے جو مطلب نیوگی صاحب نے سدھ کرنا چاہا ہے اس کے بارے میں ہم اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ مہاراج ذرا ایسی بھی ان چھنی تو نہ پی لیا کیجئے کہ ہوش و حواس گدہے کے سینگ بن جائیں مرد آدمی کچھ سوچا تو ہوتا۔ کہ ان عبارات سے ایڈیٹر صاحب موصوف کے مختار معانی کی تقویت ہوتی ہے یا تضعیف۔ کچھ منہ سے بولو یا سر سے کھیلو۔ کہ اختلاف کس طرح ثابت ہو گیا۔ جبکہ ابو سعود اور صاحب کشاف حفظ عن التحریف مراد لینے میں دونوں باہم متفق ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ابو سعود یا آپ کے ابو مسعود نے لفظ حفظ کو زیادہ عام کر دیا ہے۔ جو آپکے حق میں زیادہ مضر ہے علی ہذا القیاس صاحب انصاف کا احتمال بھی اصل معانی کا ضد نہیں بلکہ ممد ہے۔

اور یہ جو آپنے مصلوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس سے جز اینکہ اسلام میں زیادہ تر رواداری ثابت ہو اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ تحریف قرآن سے اس واقعہ کو کیا تعلق؟ ذرا اپنی ہزار داستان راویہ سے یہ بھی تو پوچھ لیا ہوتا۔ کہ وہ کون ایسا دشمن قرآن بادشاہ گذرا ہے جسے جملہ اہل اسلام پر مطلق العنان حکومت حاصل کرکے ایسا کرنے کی کوشش کی تھی۔ خدا جانے آپ ان حرکات مذبوحی سے۔ کہ کسی بادشاہ سے ایسا ہونا ممکن تھا یا فلاں

شخص قرآن شریف کی آیتیں غلط لکھدیا کرتا تھا؛ ایک بکری قرآن شریف کی فلان آیت کھا گئی تھی کیا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک نہیں ہزار بادشاہ کامل کوشش کریں۔ قرآن کے کل نسخے تبدیل کردیئے جائیں۔ بکری ایک آیت نہیں سارا پارہ نگل جائے۔ لیکن قرآن حکیم کا ایک لفظ نہیں بدل سکتا یہ نہیں بدل سکتا ہر زمانہ میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں حافظوں کی موجودگی میں تحریف قرآن کا امکان ایک نیوگ زدہ دماغ میں جاگزیں ہو سکے تو ہو سکے ورنہ کوئی صحیح العقل آدمی تو یہ بات خیال میں نہیں لاسکتا۔ قرآن شریف وید کی طرح نہیں جس میں تحریف کے بیسیوں نہیں سینکڑوں امکان موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کے دلوں زبانوں اور آنکھوں کانوں سے کبھی اس طرح محو نہیں ہوا جس طرح آپکے وید بھگوان آپکے بزرگوں کے ہاتھ سے زاویہ خمول میں پھینکے گئے تھے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ سارے ہندوستان میں وید بھگوان کے درشن ماتر بھی نہیں ملتے تھے۔ اگر جیپور کا کتبخانہ ناک رکھ لیتا تو آج مدتوں سے آپکی گلو خلاصی ہوچکی تھی۔

باقی جس قدر آپنے روایات لکھیں ہیں، وہ تمام کالائے بد بریش خاوند کہکر واپس کی جاتی ہیں۔ کہ یا تو ثابت کرکے دکھائیں۔ ورنہ جہاں سے نکالیں ہیں وہیں جا چھپائیں باقی آپ بحث تو اتر شوق سے لکھیں۔ ہم سرکوبی کے لیے حاضر ہیں انشاء اللہ جب تک آپکے ایک ایک اعتراض کا سر قلم نہو لے شمشیر قلم ہاتھ سے رکھنے کے نہیں ہم۔

راقم صمصام بے نیام عبدالحق خان از بستی دانشمنداں جالندھر +

اطلاع۔ جون کا رسالہ تبر اسلام میں بڑھا یا گیا تھا جن احباب نے جون کے مسلمان نہ پہونچنے کی شکایت کی ہے وہ درہ تبر اسلام کے نمبر ملاحظہ فرماویں۔

منیجر

جیالوجی علم طبقات الارض

جیالوجی یعنے علم طبقات الارض کا اس زمانے مین زیادہ چرچا ہے کیونکہ جسقدر تعداد ملحدون اور دہریون اور آریون کی بڑہتی جاتی ہے اُ دسیقدر اس علم کو ترقی حاصل ہوتی ہے ہماری راے مین اسکو علم کہنا بھی سخت غلطی ہے اور علم کے نام کی توہین ہے اسلیے کہ یہ سب دہریون اور ملحدون کے خیالات ہیں۔ جو رفتہ رفتہ جمع ہوکر ایک رسالہ بن گئے ہین جسکو جیالوجی کہتے ہین لیکن ست بچن کہنے والونکی نگاہ مین یہ بڑا وسیع علم ہے۔ اسکے جال مین بڑے بڑے فلاسفر اور سائینس دان پھنس جاتے ہین۔ یہ علم انجینیر کورس مین بھی داخل ہے اور ہمنے دیکھا ہے کہ اسکی بدولت بہت سے انجینیر ملحد ہو گئے۔ اور نیز یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ اس زمانے مین نئی روشنی والون اور اہل یورپ کے مزاجون مین عموماً دہریہ پن کی صفت غالب ہوتی ہے جس طرح ان لوگون مین مادّہ دہریہ پن کا زیادہ ہے اوسی طرح جیالوجی کی تعلیم بھی دہریہ پن کی طرف مائل کرتی ہے اسی سبب سے ملک یورپ مین فی صدی ساٹھ سے زیادہ دہریہ ہین ایک یورپین انجینیر کا قول ہے کہ پچاس ساٹھ برس کے عرصہ مین خدا کا ماننے والا ملک یورپ مین ایک بھی نرہیگا۔ اس حقیر نے اس علم کا کچھ تذکرہ رسالہ مسلمان امرتسر مین دیکھا اسلیے طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اس معاملے مین خاموشی اختیار کی جائے کیونکہ اس علم کی تعلیم قرآن مجید کے خلاف ٭ ہے۔ اور اہل اسلام کے عقیدون مین فرق ڈالنے والی ہے اسلیے یہ مناسب معلوم ہوا کہ اپنے اسلامی بھائیون کو اس علم کی حقیقت سے آگاہ کرون۔

٭ ہمیں تو کوئی آئت اس کے برخلاف ملی نہیں آپکی توجہ سے ملجائے تو موجب شکریہ ہے اسلام

رسالہ مسلمان" امرتسر جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۱۸

زمین کوئی نوپیدا چیز نہیں ہے بلکہ اس کا وجود مدتوں سے ہے علم طبقات الارض
کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیس کروڑ برس سے اسکی عمر زیادہ ہے
جیالوجی نے ثابت کر دیا ہے کہ زمین بہت سے طبقات سے ملکر بنی ہے۔ گویا
زمین کو ایک کتاب فرض کرو جو ہزاروں ورق سے ملکر بنائی گئی ہو زمین کا
ہر طبقہ کتاب کا ایک ورق ہے۔

بیان مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ زمین کی عمر بیس کروڑ برس سے زیادہ ہے لیکن زیادہ کے لفظ نے اس تعداد عمر کو مشکوک کر دیا اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کوئی مشکوک بات معتبر نہیں سمجھی جاتی اسلیئے ثابت ہوتا ہے کہ تحقیقات جیالوجی کامل نہیں بلکہ قیاسی ہے مہاراج دیانند سرستی جی اپنی ذاتی تحقیقات سے زمین کی عمر سنہ ۱۹۰۹ء تک ۱ ارب ۹۵ کروڑ ۵۸ لاکھ ۸۵ ہزار ۹ سو ۹ سال بتلاتے ہین اگر زمین کی کتاب کی قدر مثل چاولونکے پرانے ہونے پر منحصر ہے تو مہاراج دیانند سرستی جی کی بات کیون نہ مانی جائے۔ کیونکہ وہ بھی کچھ نہ کچھ ثبوت ضرور رکھتے ہونگے۔ کیا جیالوجی کے جاننے والے مثل آریون کے خدا کو قادر مطلق نہین مانتے کہ جسنے ایک چھوٹے سے کرہ زمین کو بیس کروڑ برس مین رو رو کر بنایا اور پھر بھی ادھورا ہی رہا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورج چاند اور جملہ سیارے اوسکے بنائے ہوئے ہرگز نہین ہین۔

درحقیقت اسلام ایسے وہمی اور قیاسی باتون کو نہین مانتا اصل یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے یہ تمام خلقت لفظ کُن سے پیدا کی جسکو از روے حساب مذہب عیسوی و یہود ۶ ہزار ۵ سو برس ہوے۔

لیکن علماے اسلام کے نزدیک یہ تحقیقات قابل اعتبار نہین اس لیے زمین کی عمر کا ٹھیک پتا لگنا بہت مشکل بلکہ محال ہے کیونکہ کلام مجید اور احادیث مین اسکا کہین ذکر نہین بس جو بات قرآن شریف اور احادیث کے خلاف ہے اوسکے ماننے کے لیے ہم ہرگز تیار نہین ہین خواہ زمین کی عمر کتنی ہی ہو اس سے ہمارا کچھ نفع ہے نہ نقصان۔

مہاراج دیانند سرستی جی نے زمین کی عمر ۱ ارب ۹۵ کروڑ ۵۸ لاکھ ۸۵ ہزار ۹ سو ۹ بقدر طولانی بتلائی ہے اسکی بحث بہت طویل ہے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ سوامی جی کے جیون چرتر یعنے سوانح عمری کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج جی نہ فقیر تھے نہ پیر تھے نہ بیراگی تھے نہ سنیاسی تھے نہ عالم فاضل تھے نہ مخیر تھے بلکہ کنجوس طامع النسان٭ تھے ایسے شخص کے قول و فعل کا اعتبار نہین ہو سکتا اگر وہ اپنے قول کی صداقت مین کوئی منتر وید کا پیش کرتے تو مضائقہ نہ تھا۔ اور جبکہ ویدون مین کہین اس امر کا ذکر نسؔو نسؔو کوس نہین ہے تو یہ جھوٹا دعویٰ ہے

غور کرو دریاے نیل کس جوش و خروش سے موجین لے رہا ہے گر دریاے
نیل کا پانی کہان سے آرہا ہے اقصاے سوڈان سے۔ اقصاے سوڈان
مین پانی کہان سے آیا۔ ابر باران کی فیاضی سے ابر مین پانی کہان سے آیا
کرہ ارض کرہ آب کے بخارات سے۔

مین ناظرین سے عرض کرتا ہون کہ علم جیالوجی یعنے طبقات الارض کو علماے ہیئت اور سائنس نے ایسے قوی دلائل اور مشاہدات سے ثابت کیا ہے کہ جسکا مقابلہ کوئی فاضل اور عالم بھی نہین کر سکتا نہ کہ مجھسا بے علم اور بے بضاعت اس مقدمہ مین زبان ہلا سکے۔ آگے اونکے فروغ پانا۔ سورج کو چراغ ہے دکھانا۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ مین بقوت اسلام اپنے قول کو اون دلائل سے ثابت کرونگا جسکا جواب نئی روشنی والون کے حاشیۂ خیال مین بھی نہ ہوگا۔

٭ ایسے الفاظ لکھنے کی کیا ضرورت؟ (مسلمان)

گو کہ مخالفین اسلام ہماری باتون پر تمسخر تو کیسا بلکہ لڑنے کو تیار ہونگے لیکن ہمکو اونسے ذرا بھی خوف نہین ہے بمدد ایزدی ہم سائنٹفک اصول پر اونکے دانت کھٹے کرنے کو ہر وقت مستعد ہین۔

سُنیئے جناب ہم بارش کا وجود بخارات کرہ ارض و کرہ آب کو نہین مانتے۔ علماے جیالوجی اور سائنس کی یہ راے بالکل نادرست ہے گو کہ اسکی بحث طولانی ہے اس جگہ لکھنے کی گنجائش نہین ہے لیکن بغرض اختصار صرف دو تین دلائل پیش کیے جاتے ہین۔

(۱) چاند سورج اور جملہ کواکب اپنی اپنی ڈیوٹی اس خوبصورتی سے ادا کرتے ہین کہ جو قانون یا قاعدہ خداوند عالم نے روز ازل سے اونکے واسطے مقرر کر دیا ہے اوس سے ایک ذرہ بھی انحراف نہین کرتے علاوہ اسکے موسم جاڑہ گرمی برسات ہمیشہ اپنی مدت پر حاضر ہوتے ہین۔ ہفتہ کے دن بھی ایک دن پورا نہین ہونے پاتا کہ دوسرا آنکر موجود ہو جاتا ہے۔ سورج نے منہ دکھلایا اور دھوپ دست بستہ حاضر۔ اگر بارش کا ہونا سمندر اور زمین کے بخارات پر مقرر ہوا ہے۔ تو کیا وجہ کبھی بارش کی کثرت اور کبھی قلت کبھی امساک باران کبھی جریان ۔ دریائے بخارات جنکو انگریزی مین مانسون کہتے ہین زیادہ تر بارش کا ذریعہ سمجھے گئے ہین۔ بخارات کی پیدائش کے بھی تین ذریعہ قرار دیے گئے ہین ۔ اول کرہ آفتاب دوم کرہ زمین۔ سوم کرہ آب یعنے سمندر۔ یہ ظاہر ہے کہ ان کرون کو خداوند عالم نے جس ہیئت سے پیدا کر دیا ہے اوسی اصلی حالت پر قائم ہین اور تا قیامت رہینگے نہ کسی نے آفتاب کو بنتے بگڑتے یا اوسکی محوری رفتار مین کمی بیشی ہوتے دیکھا نہ کبھی سمندر و نکے پانی کو خشک ہوتے سنا نہ کبھی زمین نے خلاف روی اختیار کی۔ جس حالت مین کرہ آفتاب و کرہ ارض و کرہ

آب اپنی اپنی حالت اور تاثیر مین ہمیشہ سے برابر چلے آتے ہین اور اپنی اپنی ڈیوٹی کو برابر انجام دے رہے ہین تو کیا وجہ کبھی بخارات پیدا ہون کبھی نہون اگر اتفاقاً کسی وقت ان کرون مین مثل انجنون کے کسی طرح کا فرق پڑ جایا کرتا اور بباعث اوس فرق کے اپنے کام ٹھیک نہ کر سکتے اوس حالت مین بخارات کی کمی بیشی ہونا ممکن تھی۔ جس حالت مین ان کرون اور انکے کامون مین کبھی کچھ فرق نہین ہوا تو واجب و لازم تہا کہ جس طرح دن کے بعد رات آتی ہے اوسی طرح شروع برسات سے پانی بھی موافق تعداد مقررہ کے + برسا کرتا۔ چونکہ یہ امر مشاہدے کے خلاف ہے اسلیے ثابت ہوا کہ بارش کا ہونا بخارات پر منحصر نہین ہے بلکہ بہ اختیار خدا ہے۔ جب چاہے برسائے یا نہ برسائے ✻۔

(۲) اقلیم عرب بوجہ گرمی مشہور ہے حاجت بیان نہین اسی اقلیم مین ملک مصر ساحل سمندر پر واقع ہے اور یہی آفتاب جسکو ہم ہر روز بعد نماز صبح دیکھتے ہین وہان بھی موجود ہے۔ لیکن اسکی گرمی بباعث قرب خط استوی کے بہت زیادہ ہے۔ علماے سائنس اور ہیئت نے بخارات کا اوٹھنا تمازت آفتاب پر منحصر کیا ہے تو کیا وجہ کہ ملک مصر مین بارش نہین ہوتی۔ مناسب یہ تھا کہ بباعث قرب سمندر اور تیزئے آفتاب کے اسقدر بارش ہوتی کہ انسانون کا ناک مین دم ہو جاتا۔ اوس جگہ کے بخارات کو خلاف قانون قدرت امساک کا نسخہ کہان سے مل گیا جو ہمیشہ کے لیے کافی ہے اگر اوس ملک مین دریائے نیل موجود نہوتا تو زراعت کا تخم اوس ملک سے نابود ہو جاتا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بارش کا ہونا بخارات ارض و آب پر منحصر نہین ہے۔

یہ ہم مانتے ہین کہ پہاڑون اور جنگلون مین بارش زیادہ ہوتی ہے اور آبادیون اور شہرون کے حدود مین بارش کم اسکا سبب یہ ہے کہ اگر آبادیون مین بارش

+ موانع کا لحاظ بھی ضروری ہے (مسلمان) ✻ کسی قانون سے یا خود مختاری سے (مسلمان)

مثل پہاڑون کے ہوتی تو ایک شہر یا گاؤن زمین پر آباد نہ رہتا - ملک خدا ویران اور سنسان پڑا رہتا -

اسلیے اللہ جل جلالہ نے پہاڑون مین بارش زیادہ اور آبادیون مین موافق ضرورت قرار دی ہے - اور پہاڑون سے اوسی بارش کے پانی کو بذریعۂ دریاون اور ندی نالون کے ہمارے پاس پہونچایا تاکہ ہم لوگ مستفیض ہون -

(۳) جب بارش کا سبب بخارات کو قرار دیا گیا ہے تو کیا وجہ کبھی ایک سال کبھی دو چار سال بارش نہین ہوتی جسکے سبب قحط سالی کی بلاءین تمام خلقت جان بلب ہوجاتی ہے اور لاکھون آدمی ملک الموت کی نذر ہوتے ہین - اوسوقت بخارات کرۂ آب و کرۂ ارض کہان چلے جاتے ہین -

دوسرا مقدمہ اسکے ساتھ اور ملاؤ - تمھاری میز پر شربت کا ایک گلاس رکھا ہوا ہے ایک چمچہ سے اوسکو حرکت دیدو - دیکھو شکر کے ذرے کس سرعت کے ساتھ پانی مین حرکت کرنے لگے اچھا اب گلاس سے چمچہ کو نکال لو اور تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ دیکھو غور سے دیکھو شکر کے ذرے آہستہ آہستہ کشش ارض سے گلاس کی تہ مین جمتے جاتے ہین آخر تمکو گلاس کے پانی مین شکر کا ایک چھوٹا سا جزیرہ نظر آتا ہے -

بہت چیزین ایسی ہین کہ پانی مین حل ہوجاتی ہین اور بہت اشیا ایسی ہین کہ پانی مین حل نہین ہوتین - دودھ مین شکر پانی مین شکر اور پانی مین دودھ حل ہوجاتے ہین - شربت مین شکر ہے مگر حل ہے - دودھ مین پانی ہے مگر حل ہے اسمین سے ایک شے دوسری شے سے اوسوقت علیحدہ ہوسکتی ہے جب امتزاج کیمیائی دیا جاے - یا بذریعہ حرارت پانی اوڑا دیا جاے ہمارے خیال مین چمچہ کی حرکت سے شکر پانی مین گھل جائیگی نہ کہ گلاس مین جمکر پہاڑ بن جائیگی یہ بات

اظہر من الشمس ہے کہ جب ہم شربت بناتے ہین اور شکر نہین گھلتی تو اوسکو چمچہ یا اور کسی چیز سے حرکت دیتے ہین اس حرکت سے شکر پانی مین حل ہو جاتی ہے نہ کہین جزیرہ بنتا ہے نہ پہاڑ* - ناظرین خیال فرمائین کہ ایسی اولٹی بات کو ہم کس طرح تسلیم کرلین جس امر کو رات دن اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین اوسکے خلاف یقین کرنا امر دشوار ہے اگر بفرض محال اس مشاہدے کو ہم صحیح بھی مان لین تو یہ مشاہدہ پانی اور شکر کا ہے نہ کہ طبقات زمین کا جس امر کی اس موقع پر بحث ہے اوسکا کوئی مشاہدہ پیش ہونا چاہیئے اسلئے یہ دلیل معرض استدلال سے خارج - یہ وہی مثل ہوئی (کہین کی اینٹ کہین کا روڑا - بھان متی نے کنبہ جوڑا) البتہ ہم اگر شربت کے گلاس کو چند روز رکھ چھوڑین تو ضرور ہے کہ شربت سرکہ مین تبدیل ہوجائے اور از روے علم کیمیا سرکہ اور شکر مین بھی نمک پایا جاتا ہے اسلئے سمندر کے پانی سے تشبیہ معقول ہوجائیگی -

ہان جناب آپ نے بیچاری زمین پر کشش کی تہمت لگائی ہے جس سے زمین بالکل ناواقف ہے - شاید آگے چل کر آپ زمین کے سر پر گردش محوری اور سالانہ کا اتہام بھی تھوپینگے - علماے سائنس اور فلسفہ جدیدہ کا ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے کہ جہان کسی مسئلہ اہم کے ثابت کرنے سے مجبور ہوے فوراً کہدیا کشش زمین اور گردش زمین چلو چھٹی پائی - ذرا سی زبان ہلانے مین سب بلائین ٹل گئین لیکن ہمارے مقابلے مین یہ بات کارآمد نہ ہوگی - اس نحیف نے اس بارے مین بہت تحقیقات کی لیکن بجاے کشش یعنی قوت جاذبہ زمین کے قوت دافعہ پائی جاتی ہے اور بجاے گردش زمین کے سکون زمین ثابت ہوتا ہے (دیکھو) کیونکر کہ ہے سب کارا اولٹا - ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا خدا نہ کرے کہ آپ کا فرمانا صحیح ہو جس سے تمام عالم معرض خطر مین پڑکر ہلاک ہوجاے

*جزیرہ اور پہاڑ ایک مثال ہے حقیقت نہیں (مسلمان)